دسمبر ۱۹۰۶ء

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرایض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

ضوابط

لانہ عوام سے۔ مے ۱

۱۲ ار ع

نیانہ قیمت ص ۱

اسکے اسمار گرامی اخبار کے
کی فہرست میں لکھے جائینگے

وہ جو کچھ عنایت
کریں وہ عطیہ ہوگا ٭

مقاصد

رجسٹرڈ
در برکات کا ذکر
پر اس کی فضیلت

کفر
لعنوں سے اسلام کو بچانا۔
کو اسلام کے منور چہرہ
دور کرنا۔
انک علیہ الرحمۃ
بہ صاحبان
ں اسلام کی

(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر
خواہی ٭

جلد ۱۰ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (سابق) سوداگر سنگ ودوان نمبر ۶

الحمد للہ

کہ اب حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت روز بروز ترقی کر رہی ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد اس نیک وجود کو صحت کلی عطا فرمائے غالباً دوستوں نے یہ تو سن لیا ہوگا کہ اگلی دفعہ جلسہ بجائے دسمبر کے اپریل میں ہوگا +

نور کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کا خاص اعلان

حضرت فرماتے ہیں "ہر کہ کام کرنیوالے لوگوں کی اعانت کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح کر رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی غافل نہ ہوگی ہر ایک احمدی نور کی اشاعت کو اپنا فرض خیال کریگا۔ سردست میں بھی پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

مگر دوستوں نے اسپر کہاں تک توجہ کی۔ جولائی میں حضور نے یہ اعلان فرمایا تھا جولائی سے لیکر تا دم تحریر یعنی ساڑھے پانچ ماہ میں ساٹھ خریداروں کا اضافہ اور چالیس کی کمی واقع ہوئی یا یوں کہنا چاہیے کہ ۵ ٭ ماہ میں ۲۰ خریدار بڑھے اور فی ماہ خریداروں کی اوسط زیادہ سے زیادہ چار خریدار رہی اسوقت نور کی اشاعت صرف ہے نور کو زندہ رکھنے کے لیے کم از کم سات سو مستقل خریداروں کی ضرورت ہے باقی ۲۲۵ خریدار اور چاہئیے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان صاف ہے کہ بیشک نور بہت اچھا کام کر رہا ہے اور ہر ایک احمدی کو نور کی اعانت اپنا فرض سمجھنا چاہیے" اگر دوست حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہش کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور نور کو زندہ دیکھنے کے خواہشمند ہیں تو جسقدر جلد ہو سکے ۲۲۵ خریداروں کی کمی کو پورا کر دینا چاہیے ورنہ آپ کی مرضی۔ میرا تو بار بار کہنے کو دل نہیں چاہتا +

جن دوستوں کا سال دسمبر و جنوری کو ختم ہوتا ہے انکے اسماء گرامی معہ نمبر خریداری کے درج ذیل کیے جاتے ہیں

ان سب دوستوں کے نام یکم جنوری کو وی پی ہونگے اگر کسی دوست کو وی پی کے وصول کرنے میں کچھ تامل ہو تو وہ اپنا نام اور نمبر خریداری دیکھ کر جلد مطلع فرما دے کیونکہ خواہ مخواہ وی پی واپس کر دینا کوئی نیکی کا کام نہیں اور پھر ایسے حالت میں جبکہ نور شدید مشکلات سے گذر رہا ہے +

۸۳ خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب
۸۴ منشی محمد خلیل صاحب
۸۵ خان بہادر نواب محمد اکبر خان صاحب
۱۱۴ شیخ عبدالمجید صاحب ایڈیٹر
۱۱۵ خواجہ عبدالصمد صاحب سوداگر
۱۱۶ میاں خدا بخش صاحب
۱۱۷ چودھری نصر اللہ خان صاحب
۱۱۹ چودھری کرم الٰہی صاحب
۱۲۰ سید عابد حسین صاحب
۱۲۱ میرزا نصیر بیگ صاحب کلاہ
۱۲۲ جناب محمد احسان الحق صاحب
۱۲۳ میاں شمس الدین صاحب
۱۲۴ منشی غلام محی الدین صاحب
۱۲۵ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر
۱۲۶ بابو فیروز الدین صاحب اورسیر
۱۲۷ چودھری عبدالمجید صاحب
۱۲۸ سردار سمندر خان صاحب
۱۲۹ راجہ فرمان علی خان صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای

۱۴۵ مولوی غلام حسین صاحب سرکٹ انسپکٹر
۱۴۶ چودھری عبدالحکیم صاحب منشی
۱۴۷ چودھری میرزا خان صاحب احمدی
۱۶۸ سید محمد حسین صاحب حیدرآباد سندھ
۱۶۹ جناب عبدالمطیف صاحب خیرپور
حیدرآباد سندھ
۱۷۰ منشی مبارک احمد صاحب
۱۷۹ ناظر صاحب پنشنر
۱۹۰ حکیم محمد قاسم صاحب
۱۹۱ شیخ محمد حسین صاحب قریشی
۱۹۲ موسیٰ و خواجہ خلیل صاحبان
۱۹۳ جناب نواب خان صاحب کانسٹیبل
۱۹۴ چودھری محمد محفوظ عالم صاحب بی۔ اے وکیل
۱۹۵ جلیل احمد خان صاحب تھانوی
۱۹۶ جناب غلام محی الدین صاحب سرائے بہادر صاحب

۱۴۸ سید مبارک علی شاہ صاحب
۱۴۹ بابو سراج الدین صاحب
پارسس
جناب محمد رفیق صاحب بار ایٹ لا
۲۵۱ جناب بابو عبدالغفور صاحب
جناب بابو اصغر علی صاحب
۲۵۳ جناب حسن خانصاحب سپرنٹنڈنٹ
کانسٹیبل
۲۵۴ چودھری محمد حیات صاحب
۲۵۵ شیخ عبداللہ صاحب خلیفہ نجم
عبدالغفور صاحب
۲۰۶ چودھری سرفراز خان صاحب
۲۰۳ بابو فخر الدین صاحب
۲۰۴ جناب میرزا محمد حسن بیگ
برائے قیمت سردار خزان سنگھ صاحب
۲۰۵ چودھری کرم الٰہی صاحب
لدھیانہ
۲۰۶ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب
۲۰۷ منشی غلام حیدر خانصاحب
۲۰۸ چودھری غلام احمد صاحب وکیل
۲۳۳ جناب شیخ علی خانصاحب سنور
۲۳۱ میاں محمد الدین صاحب جہلمی
۲۳۵ جناب ملک خیر محمد صاحب
۲۳۶ جناب منشی احمد حسن صاحب
سب انسپکٹر

۲۳۷ جناب سید مہر علیشاہ صاحب
۲۳۸ جناب سید محمد حسین صاحب
۲۳۹ جناب محمد ایوب خانصاحب
رسالدار
۶۱۵ جناب سید قادر بخش صاحب
۶۱۶ جناب خضر حسین صاحب
۶۱۸ جناب چودھری جلال الدین صاحب نائب تحصیلدار
۶۱۹ جناب نواب محمد عبداللہ صاحب
قادیان دار الامان
۶۲۳ جناب حکیم غلام محمد صاحب
۶۲۱ ملک عبدالغنی صاحب
۶۲۲ جناب نور شاہ خانصاحب
۶۲۵ جناب میر انظیر بیگ صاحب
رہیڈ کنسٹبل
۶۲۴ جناب ماسٹر عبدالحق صاحب
گورنمنٹ ماسٹر
۶۲۷ جناب شیخ حیات محمد صاحب موگہ
۶۲۶ جناب منشی فرزند علی صاحب فیروزپور

(نوٹ) اگر کوئی دوست ایکدفعہ قیمت نہ ادا کر سکے تو وہ تی الفور لکھ دے دو دفعہ کرکے وصول کی جائیگی خواہ مخواہ وی پی واپس کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ۱

فرض رعایا ہند اور فتح برطانیہ

(از قلم منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس و بالٹی انجمن مطبع سرکاری)
ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

ہم نے اپنے لیکچر مطبوعہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں (جو بتوراد کثیر خاص و عام میں مفت تقسیم اور مشتہر ہوا اور بہت سے مقامات میں پڑھا اور پبلک کے دلوں پر نقش کیا گیا اور وہ اب بھی ہم سے بلا قیمت مل سکتا ہے) اپنی گورنمنٹ کے ان احسانات و برکات و بے حد و بے حساب کا ہو بہو فوٹو کھینچ۔ اور رعایا و گورنمنٹ کے تعلقات پر روشنی ڈال کر اصل حالات جنگ کو ظاہر کیا تھا۔ کہ قیصر جرمنی نے مضبوط عہد کو توڑ کر نہایت غرور و تکبر و جلد بازی و شتاب کاری سے اس اعتقاد فاسد پر کاربند ہو کر کہ زبردست کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ زیردست کے وجود کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دے اپنے ناجائز اغراض کے پورا کرنے کے لئے بلجیم اور فرانس پر طرح طرح کے ناحق ظلم و ستم کئے جس پر ہماری رحیم گورنمنٹ کو قدرتاً رحم آیا۔ اور وہ اخلاقی اور انسانی ذمہ واری سے بیگناہ مظلوموں کو جبر و تعدی مذکور سے بچانے اور ان کو ظلم و ستم سے چھڑانے کیلئے مجبوراً آمادہ جنگ ہوئی۔

لیکچر مذکور میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس جنگ عظیم میں بفضل خدا ہماری گورنمنٹ کو ہی فتح حاصل ہوگی۔ یہ امر قابل ذکر ضروری ہے کہ اس محاربہ میں قیصر جرمن کو نشہ غرور میں اپنی خیالی طاقت پر ہی بھروسہ تھا۔ اور ہماری گورنمنٹ کو جس نے کسی سلطنت سے ناحق مقابلہ کا کبھی ارادہ تک نہیں کیا اور موجودہ موقعہ پر اس نے محض مظلوموں کی حمایت جائز کا بیڑا اٹھایا تھا صرف اس ذات پاک خالق کل کائنات کا بھروسہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں نظم و نسق تمام عالم کا ہے اور جو طرفۃ العین میں گدا کو شہنشاہ اور شہنشاہ کو بے تخت و تاج کر سکتی ہے۔

حالات شروع جنگ اور تکبر و غرور و ظلم و ستم و جلد بازی و شتاب کاری قیصر جرمن اور قانون قدرت کو ملحوظ خاطر رکھ کر نتیجہ ہماری پیشگوئی کی تائید میں ہے کیونکہ فتاً کایا پلٹ تبدیلی ظہور میں آئی۔ اور فوراً یہ نقشہ دکھائی دیا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

عجیب و غریب حالات حرب جدید اور قسم قسم کی زہریلی گیسوں اور ہوائی جہازوں اور آبدوز کشتیوں سے نہایت بے رحمی کے ساتھ کام لیا جاتا رہا جس کی نسبت بہت ہی معقول طریق سی ہوتی رہی اور آخرش ہماری گورنمنٹ کے استقلال اور مدبرانہ چال نے (جس میں تائید غیبی بھی شامل تھی اور جسکی امداد تمام طاقتوں سے برتر طاقت کا ہاتھ کر رہا تھا)۔ قیصر جرمن کی بپائی کا حال کھلم کھلا دکھا دیا جس کے اثر خاص سے آسٹریا نے ہتھیار ڈال کر اتحادیوں کی غیر مشروط اطاعت تسلیم کر لی۔ اور بلغاریہ ٹرکی۔ آسٹریا کی اطاعت قیصر جرمن کی فوری زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور قدرت نے فوراً اپنا یہ کرشمہ بھی دکھایا کہ قیصر جرمن کو اپنے تخت سے علیحدہ ہونا پڑا جس پر لڑائی کو بعرض صلح بند کیا گیا۔

شکر کا مقام کہ رعایا ہند نے اپنی سچی وفاداری اور حقیقی جانثاری کے فرض کو پورا پورا (کما حقہ) ادا کیا۔ اور اپنے بزرگان کی جانفشانی اور بہادری اور شجاعت کو تازہ کر دکھایا۔ جس کا خوشی سے اعتراف کیا گیا ہے موجودہ حالت میں امید قوی ہے کہ جن شرائط پر گورنمنٹ برطانیہ نے صلح کا ارادہ کیا ہے جرمنی کو اس کے سامنے سر تسلیم کرنا پڑے گا۔ ورنہ بصورت ضرورت دیگر ہمارا فرض اعلیٰ ہے کہ ہم تن بمن۔ دھن سے۔ (جس طرح ہو سکے) پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر اپنے جانثار بہادر ہونیکا ثبوت مزید دیں۔ جو کہ باعث ہماری بھاری عزت اور فائدہ مال و منال و انعام و اکرام و خوشنودی گورنمنٹ کا بھی ہو۔

اسجگہ اس امر پر توجہ خاص دلائی جاتی ہے کہ جو افسران رعایا ہند جو اسوقت تک کسی ضروری وجہ سے خدمات سرکار بجا نہیں لا سکے ہیں وہ خود بخود بلا کسی کی تحریک کے افسران بھرتی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس سنہری موقعہ کو ہرگز ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ جس سے دراصل عزت میں وہ جان نثاران سرکار کی فہرست میں داخل ہو کر اعلیٰ عزت و آبرو اور بہادری کی سند حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ اسوقت یہ معاملہ بالکل مطابق اس مثال کے ہے کہ "گیا ہاتھی نکل اور رہگئی دم" اور جو لوگ کسی اور طریقہ سے خدمات سرکار نہیں کر سکتے ہیں اگرچہ لڑائی کا اصل قرضہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۸ء سے بند ہو چکا ہے مگر وہ بار بانڈ (جو ڈاکخانہ سے ۳۰ دسمبر تک لے سکتے ہیں) اور پانچ سال والے کیش سارٹیفکیٹ خرید کر اپنی وفاداری کی سند حاصل کریں جو علاوہ مالی فائدہ سود کے قابل تحسین و آفرین بھی ہے اور اس نادر موقع کو بہت ہی غنیمت سمجھنا چاہیے جو کہ جلد ختم ہونیوالا ہے۔ جو مسرت اور شادمانی تمام رعایا شہنشاہ انگلستان و ہندوستان کو حاصل ہوئی اسکی شرح ہرگز نہیں ہو سکتی اس بیان کے اختتام پر ہماری یہ دعا ہے کہ

یارب رہے سلامت فرماں روا ہمارا

پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن

بریگیڈیر جنرل ایل۔ این نیگ ہسینڈ صاحب عراق عرب سے حسب ذیل مراسلت مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب کے نام ارسال کی ہے:۔

مجھے یقین ہے کہ جناب کے لیے یہ سنسنا دلچسپی کا موجب ہوگا کہ پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن عراق عرب میں کسطرح جنگی خدمات انجام دے رہا ہے چونکہ یہ سیکشن شروع سے میرے زیر کمان رہا ہے اسلیے میں اسکی کارگذاری کا مختصر حال لکھتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ میں اسکے متعلق کل حالات بالتفصیل لکھتا لیکن محکمہ احتساب کے ضوابط اس امر کے مانع ہیں +

جیسا کہ جناب کو معلوم ہے پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن فیروز پور میں ۲۱ مئی ۱۹۱۷ء کو مرتب کیا گیا تھا اور بعد ازاں اسے سگنل سیکشن ڈیپو پونا میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۲ مئی ۱۹۱۸ء کو یہ بریگیڈ میدان جنگ کو روانہ ہوا۔ اور ۲۷ فروری کو اپنے موجودہ مقام پر پہنچ گیا۔ اس کے آنے کے بعد اس علاقے میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی لیکن جنگی تعلیم حاصل کرنے اور مقامی اور بیرونی چوکیوں کے ساتھ پیغام رسانی کا سلسلہ قائم رکھنے میں اس نے نہایت محنت سے کام لیا ہے۔ اسکے علاوہ اسنے ایکسو میل کے قریب نئی لائن بھی تیار کی ہے۔

ماہ ستمبر میں سگنلز اور ٹیلیگراف کے ڈائرکٹر صاحب بہادر نے اسکا معائنہ کیا اور اسکے کام اور آراستگی کے متعلق عمدہ رپورٹ لکھی یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں انکا کام نہایت عمدہ ثابت ہوا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو تجربہ انھوں نے حاصل کیا ہے علاوہ کار آمد واقفیت کے نہایت قیمتی ثابت ہوگا۔ انکی صحت نہایت اچھی ہے بہت کم آدمی ہسپتال میں داخل ہوئے ہیں اور صرف چار آدمی بیمار ہو کر واپس بھیجے گئے ہیں۔ حوالدار محمد منیر خاں اور لانس نائک پرتیم سنگھ کو کیڈٹ کالج انڈور میں داخل ہونے کیلئے منتخب کیا گیا ہے +

میل جول کے لحاظ سے بھی وہ بہت مفید ثابت ہوئے ہیں ہندوستانی سپاہیوں کے لیے یہاں پر ٹینگ میں کرسچن ایسوسی ایشن کیطرف سے ایک تفریح گاہ کھولی گئی ہے سگنل سیکشن کے ممبروں نے اس میں بڑی امداد دی۔ یعنی جماعتوں کو پڑھاتے اور اردو ناگری اور رومن حروف میں لکھنا پڑھنا سکھاتے رہتے +

جیسا کہ انکی تعلیم اور حیثیت سے امید ہو سکتی تھی۔ ان کا چلن نہایت عمدہ رہا۔ لفٹنٹ کاون جنھوں نے یہ سیکشن مرتب کیا تھا

+ بقیہ حالات کے متعلق جو کہ اس سے حاصل ہوئے وہ اس کے ساتھ رہے۔ افسوس ہے کہ ان کی اور دیگر ممبران سگنل سیکشن کی تصاویر اس مضمون کے ساتھ شائع نہیں ہو سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ابطال قدامت عالم و دور تسلسل

KHILAFAT LIBRARY

ناظرین ہمارے معزز دوست مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی ذات گرامی سے ناواقف نہیں ہوں گے فن مناظرہ میں خدا نے آپ کو خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے دہلی میں آریہ سماج کے مشہور مناظر پنڈت رام چندر کے ساتھ مباحثہ کیا۔ پنڈت صاحب کو مولوی صاحب مکرم کا لوہا ماننا پڑا۔ آپ نے وہ عظیم الشان مباحثہ قلم بند کر کے ارسال کیا ہے۔ آج ہدیہ ناظرین ہے۔ غالباً نور کی زندگی میں پہلا یا شاید دوسرا موقع ہے کہ کسی دوست کے دل میں علمی مضامین سے ایڈیٹر نور کے ہاتھ بٹانے کا بھی خیال پیدا ہوا۔ ورنہ میری بدقسمتی سے جماعت میں ایسے لوگوں کا قحط ہے جو آریوں اور سکھوں پر لکھ سکیں اور اگر کوئی لکھتا ہے بھی تو توجہ نہیں بھی وجہ ہے کہ جب کبھی خاکسار ایڈیٹر نور کو باہر تبلیغ کے لئے جانے کا اتفاق ہوا تو پرچہ بند رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اضافہ نور جسے یہ فخر اور جائے حاصل تھا۔ کہ وہ قادیان میں سب اخبارات سے زیادہ چھپنے والا تھا۔ آج جس مصیبت سے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا ہے وہ انقلاب زمانہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اگر اب بھی دوست گذشتہ کوتاہیوں کی تلافی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ۔ ایڈیٹر

آریہ سماج صدر بازار دہلی نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک دن محض غیر مذاہب کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے مقرر کیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ جماعت احمدیہ دہلی کے لئے بھی تھا۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور وقت پر جا پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آریہ سماج کی طرف سے جواب دینے والے مہاشہ رام چند ہیں جو ہمارے علماء قادیان کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے لئے بھی طیار ہوئے تھے اور بعد میں وہ تجویز یونہی نامکمل رہ گئی۔ خیر میں نے خیال کیا کہ اس وقت اگر مناظرہ نہیں ہوا تو آج اسی گروہ کے ایک خادم ناچیز کے ساتھ ہی کچھ بحث ہو جائے گی۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے بحث مسئلہ دور تسلسل پر شروع کی۔ جسے میں نہایت اختصار کے ساتھ درج ذیل کرتا ہوں ؛

احمدی:۔ میں اس وقت ایک مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو آریہ سماج کے جملہ مسائل کی جان ہے تا کہ ایک کے ابطال سے تمام کا ابطال ہو جاوے۔ آریہ سماج کا مسلمات ہے کہ خدا ازلی ابدی۔ روح اور مادہ بھی ازلی۔ ابدی پھر یہ کہ روح مادہ کے مرکبات بھی ازلی۔ اس وقت میں قدامت روح و مادہ پر کوئی بحث نہیں کروں گا صرف روح و مادہ سے مرکب عالم کے پیدا ہوتے اور فنا ہونے کے تسلسل پر گفتگو کروں گا۔ کیونکہ اسی سے خود قدامت روح و مادہ اور تناسخ وغیرہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر آپ سے یہ کہا جاوے کہ مادہ کی تمام حالتیں حادث ہیں۔ اس لئے مادہ حادث ہے تو آپ کا جواب یہی ہے کہ ہر حادث حالت بلحاظ بار بار پیدا ہونے کے قدیم ہے۔ پھر اگر یہ اعتراض ہو کہ روح تو کرموں سے جنم اور جنم سے کرم بناؤ دونوں سے پہلے کون ہے تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جیسے دن سے پہلے رات رات سے پہلے دن اسی طرح جنم اور کرم کا سلسلہ قدیم ہے۔ پھر اگر یہ پوچھا جاوے کہ ابتدائے عالم میں جبکہ انسان ابھی پیدا ہی ہوا تھا بلا وجہ اگنی وغیرہ چار رشیوں پر ہی کیوں وید نازل ہوا۔ تو جواب یہ ملتا ہے کہ پہلی سرشٹی کے کئے ہوئے کرموں کے سبب پھر اگر پوچھیں کہ اس سرشٹی میں وید کا ظہور انہیں چاروں پر کیوں ہوا تھا تو جواب پھر وہی دیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ یہ پرواہ سے انادی ہے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ پرواہ سے انادی سلسلہ فاعل بھی ہے یا نہیں ؟

میرا دعوے یہ ہے کہ ایسا سلسلہ ممکن ہی نہیں کیونکہ اگر یہ مان لیا جاوے کہ ہر دنیا کو خدا نے بنایا ہے تو اب مجموعہ یا سلسلہ کو قدیم کہنا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ سلسلہ غیر مخلوق ہے ورنہ مخلوق تو کبھی قدیم ہو سکتا ہی نہیں۔ اور مخلوق کی ابتدا ضروری ہے۔ مثلاً ایک زنجیر کو لیجئے جس سے ہر حلقہ کو کسی نے بنایا ہے اور ہر حلقہ محدود ہے اب بحیثیت مجموعی یہ سلسلہ (زنجیر) بسبب بنی ہوئی ہونے کے اور محدود حلقوں کا مجموعہ ہونے کے ضرور محدود اور فانی ہے اگرچہ ہمیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ دوسرے اگر مخلوق کو قدیم مانیں تو یہ امر خود ہی باطل ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ خدا خالق ہے۔ پس جب سے وہ ہے تب سے مخلوق ہے تو دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا کو صفت خلق پر کوئی اختیار ہی نہیں۔

آریہ:۔ خدا قدیم ہے اور اس کے افعال بھی قدیم ہیں۔ جہان کا بنانا بگڑنا اس کا فعل ہے اس لئے اس کی ابتدا اور انتہا نہیں۔ ہر دنیا کا آغاز بھی ہے بعد انتہا بھی لیکن سلسلہ پیدائش اور فنا کی کوئی ابتدا نہیں زنجیر کا ہر حلقہ بیشک مخلوق ہے۔ اور محدود۔ لیکن پرواہ سے انادی سلسلہ سے مراد حلقوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ خدا کا دنیا کو بنانا اور پھر بنانے کرنا چونکہ پیدائش کی طاقت ازلی ہے اس لئے اس کا نام پیدائش بھی ازلی ہے۔ مثلاً سورج کو اگر قدیم مان لیا جاوے تو پہر دن اور رات جو سورج سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہ بھی قدیم ہوگا۔ میں پھر بھی کرتا ہوں کہ مولوی صاحب میری اس مثال کو کبھی چھوئیں گے بھی نہیں ؛

احمدی:۔ خدا قدیم ہے اور اس کے صفات بھی قدیم۔ لیکن افعال کا ظہور اس کے منشا پر موقوف ہے اگر خدا تعالیٰ کے افعال کو قدیم مانا جاوے تو پھر علت و معلول ہم عمر ہونگے حالانکہ یہ باطل امر ہے۔ مثلاً جب ہم یہ کہیں کہ زید باپ ہے اور عمر بیٹا تو زید عمر دونوں کبھی عمر نہیں ہو سکتے۔ اور اگر دونوں کو ہم عمر مانیں تو پھر وہ باپ اور بیٹا بھی نہیں ہو سکتے اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی کہ علت و معلول ہم عمر ہوں۔ اگرچہ اس کے ثبوت کے لئے کسی منقولی دلیل کا پیش کرنا چنداں ضروری نہیں کیونکہ ہر ذیفہم اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے لیکن میں اس وقت سانکھ درشن سے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ سنئے :۔

"جو چیزیں ایک ساتھ پیدا ہوتی ہیں اس میں کارن (علت) کاریہ (معلول) کا تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی قسم کی کوئی مثال دنیا میں موجود نہیں۔ کہ کبھی کارن اور کاریہ ایک ساتھ پیدا ہوئے ہوں"

(ساکھ درشن ادھیائے اول سوتر ۳۸)

نوٹ:۔ اس سانکھ کے حوالے میں حادث چیزوں میں علت و معلول کا نہ ہو سکنا بیان کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ قدیم چیزوں میں بھی

KHILAFAT LIBRARY

علت و معلوم کا تعلق پایا جانا محال ہے اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جب روح قدیم ہے مادہ قدیم ہے اور خدا تعالےٰ بھی قدیم تو ان تینوں میں کارن کاریہ کا تعلق نہیں ہے۔ اور جس فعل کو خدا نے کیا ہے۔ وہ تو حادث ہے۔

آریہ سماجی مقرر کا یہ کہنا کہ زنجیر کے حلقوں کے مجموعہ کو ہم پرواہ سے انادی نہیں کہتے۔ بلکہ پیدائش اور فنا کے ذاقعہ ہونے کو پرواہ سے انادی کہتے ہیں کیونکہ پیدا کرنے کی طاقت ازلی ہے تو یہ بات قابل غور ہے کہ جس طرح پیدا کرنے کی طاقت ازلی ہے فنا کرنے کی طاقت بھی ازلی ہے۔ تو کیا پیدائش اور فنا دونوں ہم عمر ہیں یا کیا فنا بھی قدیم ہے۔ غالباً یہی کہا جائے گا کہ فنا اور بقا ہمعمر نہیں اور نہ ہی فنا کا فعل قدیم ہو سکتا ہے کیونکہ آریہ سماج کے اصول کے مطابق فنا فعل حرف نئی ہوئی چیز کو اس کے اجزا پر تقسیم کرنے کا نام ہے پس فنا سے پہلے پیدائش ہوگی اس لئے ہر حال قدیم نہیں ہے

آریہ:- میں نے کہا تھا کہ مولوی صاحب سورج کی مثال کو کبھی نہ چھوئیں گے۔ سو دیکھ لو مولوی صاحب نے اس مثال کا نام تک نہیں لیا۔ اور لیتے کیونکر جبکہ اس کا جواب ہی نہیں ہے۔

جبکہ خدا تعالیٰ قدیم ہے اور اس کی صفات قدیم ہیں اور ان صفات کے اثر کو قبول کرنے والی اشیاء بھی ازلی ہیں تو ظاہر امر ہے کہ جب سے خدا تب سے اس کی صفات کا اثر۔ اور یہی پیدائش اور فنا کا سلسلہ ہے۔ اگر آگ کو قدیم مانا جاوے پھر آگ اور پانی کا تعلق بھی قدیم مانا جاوے تو یقیناً پانی قدیم سے ہی گرم ہوگا:-

مولوی صاحب نے یہ سمجھا ہے کہ خدا تعالےٰ میں پیدا کرنے کی طاقت علیحدہ ہے اور فنا کرنے کی علیحدہ اسی لئے وہ یہ فرماتے ہیں کہ پیدا کرنے کی طاقت اور فنا کرنے کی طاقت ازلی ہونے سے پیدائش اور فنا ازلی ہمعمر ہوں۔ حالانکہ پرماتما کی شکتی ایک ہی ہے اور ایک ہی طاقت سے پیدائش ہوتی ہے اسی سے فنا اس لئے پیدائش اور فنا سلسلہ سے قدیم ہیں۔ جیسے آگ سے چیزیں پکتی بھی ہیں اور علیحدہ بھی ہوتی ہیں۔ فرض کرو ایک جگہ آگ رکھی ہے اس کے ارد گرد مختلف چیزیں ہیں ایک طرف موم دوسری طرف مٹی۔ اب آگ کا اثر یہ ہوگا کہ موم پگھل جائیگی اور مٹی سخت ہوتی جائے گی۔

سائنس کے حوالے سے اگر ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ پیدا ہونے والی چیزوں میں علت و معلول کا تعلق نہیں ہو سکتا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قدیم چیزوں میں بھی علت و معلول کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ خدا میں باپ ہونے کی قابلیت ازلی ہے اس لئے وہ ازل سے باپ ہے۔

احمدی:- بہت اچھا صاحبان پہلے پنڈت جی کی سورج والی مثال کا ہی جواب سن لیں کیونکہ قلت وقت کے باعث اس کا جواب نہ دے سکنے سے پنڈت جی نے اسے لاجواب سمجھکر بہت خوشی کی ہے۔ حالانکہ وہ مثال ان کے مدعا کی مثبت نہیں بلکہ مخالف ہے مانا کہ سورج قدیم ہے۔ لیکن کیا اب دن اور رات محض سورج کے باعث ہیں۔ ہرگز نہیں سورج قدیم ہے۔ لیکن کیا اب دن اور رات محض سورج کے باعث ہیں۔ ہرگز نہیں سورج صرف روشنی دیتا ہے اور وہ ہمیشہ روشنی ہی دیتا رہیگا روشنی کا نتیجہ دن ہے۔ رات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ گردش زمین کے باعث زمین کے کسی حصہ پر روشنی نہ ہونے کا نام ہے۔ چونکہ دن اور رات کا ظاہر ہونا گردش زمین کے باعث ہے اور سورج کا صرف روشنی دینا ہے اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے سورج ہی دن اور رات کا خالق ہے علیٰ ہذا القیاس اگر مخلوق کو پیدا کرنا خدا کی صفت مانی جاوے اور فنا کرنا کسی امر کا فعل تو پھر وہ خدا ماننے پڑینگے اور خالق کی قدرت پر فنا کرنے والے کی قدرت کو غالب اور یہ محال ہے۔ اس لئے سورج کی مثال غیر منطبق ہے ؛

(نوٹ اگر یہ کہا جاوے کہ گردش زمین بھی قدیم ہے اور روشنی آفتاب بھی قدیم تو میں کہوں گا کہ سورج کا کام تو ایک ہی رہا بہر حال رات کا سبب سورج نہ ہوا اور پھر وہ خدا ہی قدیم ماننے پڑینگے ایک وہ جو دن کو ظاہر کرے دوسرا وہ جو اپنی قدرت سے روشنی کو روک دے)

اس مثال میں یہ بھی نقص ہے کہ سورج کی روشنی محدود ہے اور جہاں اس کی روشنی نہیں وہاں تاریکی بہر حال ہوگی۔ لیکن جس طرح سورج کو قدیم منوا کر دن رات کے سلسلہ کی قدامت کا اقرار کروایا گیا تھا۔ اس طرح اگر سورج یا اس کی روشنی کو لامحدود مان لیا جاوے تو بتاؤ پھر بھی کبھی دن اور رات کا تسلسل ہوگا۔ یقیناً نہیں صرف ایک ہی حالت روشنی کی رہیگی جسے دن کہہ سکتے ہیں کیونکہ سورج فاعل بالقصد ہے وہ اپنی روشنی کو ظاہر ہونے سے روک نہیں سکتا۔ پس اگر اسی طرح خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت کا پیدا کرنا یا نہ کرنا اس کے ارادے پر موقوف نہیں۔ بلکہ طبعی طور پر وہ پیدا کرنے والا ہے تو ظاہر امر ہے کہ فنا ہرگز نہ ہوگی جیسے سورج سے رات کا پیدا ہونا ناممکن ہے

اب رہی دوسری آگ کی مثال۔ یاد رہے کہ یہ بھی غلط ہے۔ آگ کا طبعی خاصہ گرمی یا جلانا ہے آگ سے یہ ممکن نہیں کہ وہ کبھی نہ جلائے یا گرمی نہ دے۔ برخلاف اس کے خدا تعالےٰ پیدا بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے یعنی خدا تعالےٰ نے اپنی صفات کو ظاہر کرنا یا نہ کرنا دونوں ہیں۔ اگر وہ آگ کی طرح طبعی طور پر بلا اختیار پیدا کرنے والا ہوتا تو وہ فنا نہ کر سکتا۔ کیونکہ دو متضاد صفات کا کسی ایسے وجود میں پایا جانا جو اس صفات کے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو۔ محالات سے ہے اور موجودات جو طبعی خواص سے کام کرنے والی ہیں ان میں سے ایک بھی مثال تو ایسی نہیں کہ جہاں متضاد صفات موجود ہوں یا اسے اپنی صفات کے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو۔

آریہ:- مولوی صاحب نے جو بیان کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب خدا تعالےٰ میں پیدا کرنے کی قوت اور فنا کرنے کی قوت دو علیحدہ علیحدہ صفات مانتے ہیں حالانکہ آریہ سماج مانتا ہے کہ خدا کی ایک ہی اننت شکتی ایسی ہے کہ جس سے مختلف قسم کی حرکتیں پیدا ہو کر متضاد افعال پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے سورج کی گرمی سے ایک درخت تو پرورش پا رہا ہے اور دوسرا درخت جو اکھڑا پڑا ہے وہ سوکھ رہا ہے یا جیسے میں نے پہلے بیان کیا تھا۔ آگ ایک ہی طبعی خاصہ سے بعض چیزوں کو پگھلا رہی ہے اور بعض کو اکٹھا کر رہی ہے۔ ایسے ہی بجلی کو دیکھ لو کہ اس سے کیا کیا کام ہوتے ہیں۔ پنکھا چلتا ہے لیمپ روشن ہو رہا ہے اور ٹرام چل رہی ہے۔ دیکھو ایک ہی بجلی کی طاقت کتنے مختلف کام کر رہی ہے تو کیا پرماتما کی اننت شکتی سے پیدائش اور فنا دونوں کا ہونا یا افریقہ اور پرے کا متسل واقع ہونا ناممکن ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایشور کی شکتی پرکرتی کے اندر جیو کے کرموں کے مطابق اثر

؎ لامحدود

KHILAFAT LIBRARY

کرتی ہے جس طرح جہاں لیمپ ہو وہاں بجلی کی طاقت روشنی پیدا کر دیتی ہے۔ اور جہاں انجن کا پہیہ لگا ہوا ہے وہاں آکر اسے چکر دیتی ہے جہاں ایک چمنی لگی ہوئی ہے وہاں حرارت دیتی ہے اسی طرح جب روح کے اعمال اپنتی چاہتے ہیں تو پرماتما کی طاقت اپنتی کر دیتی ہے اور جب اعمال روح کے مطابق پرے کا وقت آتا ہے۔ تو خود بخود وہی طاقت پرے کر دیتی ہے۔ اور یہ سلسلہ لگاتار چلا جاتا ہے۔

احمدی:۔ اگر آپ خدا کی ایک ہی طاقت کے بے انتہا کام مانتے ہیں۔ تو مجھے اس سے کبھی انکار نہیں ہے۔ بلکہ میں کہلے لفظوں میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اس اقرار سے آپ کو بچاؤ کی صورت کوئی نہیں ہے۔ سنئے جب ایک ہی طاقت سے پیدائش اور فنا واقعہ ہوتی ہے تو کیا سبب ہے کہ پیدائش کے وقت فنا نہیں ہوتی اور فنا کے وقت پیدائش نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں ہر عقلمند تسلیم کرے گا کہ اس کا سبب اس علیم و حکیم ہستی کا اپنا ارادہ ہے۔ جیسے میں اس وقت بول رہا ہوں اگر چاہوں تو نہ بھی بولوں جیسے کہ اس سے پہلے میں خاموش تھا۔ اب یہ دونوں فعل میری ایک ہی طاقت سے سرزد ہوئے ہیں۔ لیکن بسبب ارادے کے اگر بولنا طبعی ہوتا جس سے یہ مراد ہے کہ بولنے کی طاقت میرے اختیار کے بغیر ہی کام کر رہی ہو۔ تو بھلا میری کیا طاقت کہ میں خاموش ہو جاؤں۔ جیسے مرتعش کا ہاتھ بسبب رعشہ کے ہل تا ہی رہتا ہے۔ غرض جب ذات الٰہی میں ارادہ ثابت ہوا۔ تو اب پیدائش اور فنا کا ظہور طبعی نہ رہا بلکہ طبعی طاقت ارادہ الٰہی کے ماتحت ہو گئی۔ لہذا جب وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جب وہ چاہتا ہے فنا کرتا ہے نہ یہ کہ ایک مشین کی طرح سے وہ کام کر رہا ہے۔

آریہ:۔ خدا میں اچھیا یعنی چاہ کو ہم نہیں مانتے کیونکہ اچھیا غیر حاصل چیز کے لئے ہوتی ہے پس بتاؤ خدا کے لئے کون سی چیز غیر میسر ہے جس کے لئے وہ اچھیا کرے۔ اس لئے مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ جب چاہتا ہے کرتا ہے جب چاہتا ہے نہیں کرتا غلط ہے اس کی شکتی پورن ہے اس لئے اسکی کریا بھی پورن ہے۔ لہذا اسے اپنے فعل کو روکنے کی ضرورت ہی نہیں۔

میں نے کہا تھا کہ اعمال کے مطابق اس کی شکتی اثر کرتی ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے اس پہلو کو چھوا تک نہیں۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ آپ اعمال کے سوال کو علیحدہ رکھکر گفتگو کریں سورج بجلی اور آگ سے مختلف افعال بالخاصہ ہونے کی جو مثالیں میں نے دی تھیں وہ کافی ہیں اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ بلا ارادہ وہ کس طرح مختلف کام حرف طبعی خاصہ سے ہی ہو سکتے ہیں جبتک مولوی صاحب ان مثالوں کو غلط ثابت نہ کریں پرواہ سے انادی سلسلہ ثابت رہے گا۔

احمدی:۔ آریہ سماج نے خدا کی چاہ کو اپنی چاہ پر قیاس کر لیا ہے۔ حاشا و کلا خدا ایسی چاہ سے پاک منزہ عن العالمین اس کی شان ہے البتہ تمام عالم کا کاروبار بلاشبہ اس کے چاہنے سے ہی چل رہا ہے۔ اگر یہ زمانا چاہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ انتظام عالم خود بخود ہے یا بغیر صانع کے ارادہ کے ہے۔ جو محال ہے

خدا میں اچھیا

مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس طرح آریہ سماج یہ کہ دیتے ہیں کہ کون سی چیز ہے جو خدا کے لئے غیر حاصل ہے۔ جس کے لئے وہ اچھیا کرتا ہے۔ کیا آریہ سماج اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہر ممکن الوجود ہستی وجود ہستی وجود سے پہلے معدوم ہوتی ہے۔ پس چونکہ تمام مخلوقات حادث اور ممکن الوجود ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس کے وجود سے پہلے ارادہ الٰہی اس کے موجود کرنے کے لئے حرکت کرے۔ کیونکہ جبتک وہ نہ چاہیئے یہ عالم پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

اس تھیوری کا نتیجہ تو یہ نکلیگا کہ تمام مخلوق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ اس لئے پرمیشر کو اس کے موجود کرنے کی اچھیا کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر فی الواقعہ یہ تمام موجودات خود بخود ہے تو پرمیشر کے ارادہ کی ضرورت تو ایک طرف رہی خود پرمیشر کی ہی کوئی ضرورت نہیں۔ صانع کی ضرورت تو صرف اسی صورت میں ہے جبکہ موجودات عالم اپنے وجود کے لئے صانع کی محتاج بھی ہو اور آریہ سماجی منطق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح کسی شخص کے پاس بے انتہا دولت کے موجود ہونے کی صورت میں اس شخص کو دولت کے حاصل کرنے کی خواہش نہیں ہوتی اسی طرح تمام موجودات خدا کو ہمیشہ سے حاصل ہے لہذا اس کے حصول کی اسے ضرورت نہیں۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ یہ وہ مانتے ہیں کہ یہ تمام برہمانڈ اسیکا پیدا کیا ہوا ہے۔ پس ضرور پیدائش سے پہلے یہ عالم نہ تھا۔ اس لئے انہیں کی دلیل سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کے پیدا کرنے کے لئے خدا کو اچھیا ہوئی۔ کیونکہ یہ عالم نہ تھا اور جو نہ تھا۔ اس کے لئے اچھیا ہوتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ وید دن اور شاستروں میں کھلے طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ جہاں ..... ایشور کی اچھیا سے پیدا ہوا ہے اور یہی فقرہ تھا۔ جس سے دیرانتی گروہ نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ تمام موجودات ایشور ہی ہے "اس کی شکتی پورن ہے اس لئے اس کی کریا بھی پورن ہے۔ لہذا اسے اپنے فعل کو روکنے کی ضرورت نہیں"، ظاہر میں تو عمدہ فقرہ ہے لیکن محض غلط کیونکہ جس کی شکتی پورن ہے اسے اپنی کریا پر اختیار بھی ضرور ہے جہاں اور صفت چاہے اپنی کریا کو روک سکتا ہے۔ رہا یہ کہ اس کی ضرورت نہیں یہ بھی باطل ہے کیا اس کی کریا ہر وقت ہوتی ہی رہتی ہے۔ مہاپرے میں تو ارب در ارب سال خدا کی کریا کو رکا ہوا مانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام برہم راتری ہے جس میں استعارۃً خدا کو سویا ہوا بیان کیا گیا ہے۔ اگر ایشور کی کرتا نہ رکتی تو یہ تمام عالم کبھی فنا ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ پورن شکتی تو کرتا کرتی جائے لیکن کام بن نے کی بجائے بگڑ جائے اور ایسی حالت ہو جاوے کہ وید بھی کہ اٹھے کہ صرف اللہ ہی کی ذات الحق ثابت ہوتی ہے۔ وبس۔

یہ کہنا کہ فنا کرنے میں بھی ایشور کو کرتا کرتے رہنا پڑتا ہے جیسے پیدائش میں اس کی کرتا جاری رہتی ہے ایک بے سمجھی ہے کیونکہ پیدائش اور فنا کی معاملہ مختلف قسم کا ہے پیدائش تو ہر روز نئی ہوتی ہے۔ لیکن فنا تو جب ایک دفعہ ہو گئی وہ اس وقت تک فنا ہی رہیگی جب تک کہ پورن شکتی والا دوبارا کریا کر کے پیدائش نہ کرے پس

فنا کے لیے اربہا سال کی ضرورت بیان کرنا دوسرے لفظوں میں خدا کی پورن شکتی کا انکار ہے۔ پورن شکتی تو یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی اس تمام برہمانڈ کو فنا کرنے میں خرچ نہ ہو مطلق ارادہ سے ہی فنا ہو جاوے جیسے کہ سوامی جی نے اپدیش منجری میں تسلیم کر لیا ہے۔

اعمال روح اور خدا کی شکتی کا اثر

"خدا کی شکتی روح کے اعمال کے مطابق اثر کرتی ہے" کہ آریہ سماج اصل سوال سے بچنے کے لئے ایک راستہ تلاش کرتی ہے مگر یہ تو اور الجھن میں پھنسانے والا امر ہے۔ غور کرو جبکہ خدا تعالیٰ کی قوت ہمارے اعمال کے مطابق اثر کرتی ہے تو اس صورت میں خدا کی کرتا اس دن سے ہوئی جس دن سے ہمارے اعمال ہوئے اور ہمارے اعمال ضرور حادث ہیں اور پھر اکیلی روح تو کوئی عمل کر ہی نہیں سکتی اس لئے جس دن روح کو جسم ملا اسی دن سے عمل شروع ہوئے اور اسی دن سے خدا کی کرتا بھی متحرک ہوئی۔ یہ میں جانتا ہوں کہ آریہ سماج ہمارے اعمال کو بھی پرواہ سے انادی مانتی ہے مگر یہ اور غلطی ہے۔ کیونکہ روح محدود العلم ہے اور محدود العلم کا فعل یقیناً اچھیا پر موقوف ہوتا ہے اور مسلمہ فریقین بھی ہے اور امر واقعہ بھی ہے کہ ہمارے تمام اعمال ہماری اچھیا کے بعد ہوتے ہیں پس ہمارے اعمال سے پہلے ہمارا ارادہ اور ارادہ سے پہلے ہماری پیدائش ہے "ایشور کی کرپا ہمارے اعمال کے بعد ہے" اور اگر کبھی پیدائش کا سلسلہ نہ ہوتا تو شاید ایشور کی کرپا ہی نہ ہوتی۔ نعوذ باللہ من ذالک

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ایشور کی شکتی ہمارے اعمال کے مطابق اثر انداز ہوتی ہے تو بھی اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ ایشور علیم اور باختیار ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو موقعہ اور محل کے مناسب کام ہی نہ ہو سکتا۔ فرض کرو وہ علیم تو ہے پر اختیار نہیں رکھتا اس سے معلوم ہوا کہ اب فلاں روح کے جسم سے علیحدہ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ مگر اسکی وہ شکتی جو روح کو جسم سے جوڑ رہی ہے اس پر اس کا اختیار نہیں تو اب علم بھی بے کار ہی ہیگا کیونکہ وہ شکتی جو جوڑ رہی ہے وہ جوڑنے سے باز ہی نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ خدا تعالےٰ کو باختیار فاعل نہ مانا جاوے با اختیار فاعل ماننے کی صورت میں یہ ماننا پڑیگا کہ اس کی کرپا اس کی اچھیا انوسار ہوتی ہے اور دور تسلسل لازماً باطل ہو جائیگا

سورج بجلی اور آگ

بالخاصہ مختلف افعال صادر ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے لیکن میں بتا چکا ہوں۔ کہ سورج کا کام ایک ہی ہے اور وہ روشنی اور گرمی دینا ہے گرمی سے پگھلنے والے چیزیں جب مقابل آتی ہیں پگھل جاتی ہیں اور خشک تر ہونے والی چیزیں خشک ہو جاتی ہیں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آج تو سورج آپ کی کسی چیز کو روشن کرے یا پگھلاوے اور پھر اسی شے کو تاریک کر دے یا بجائے پگھلانے کے خشک کر دے۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس چیز کو بناتا ہے اس کو پیر لگاڑتا بھی ہے پس سورج یا آگ کی مثال غلط ہو گئی۔

بجلی سے بیشک مختلف کام لئے جاتے ہیں پر یہ بھی مثل سورج کے صحیح مثال نہیں ہے کیا بجلی میں طاقت ہے کہ ایک وقت تو ایک گاڑی کو آگے چلاوے پھر اسی گاڑی کو پیچھے کو چلانا شروع کر دے۔ نہیں یہ کام ڈرائیور کا ہے جو مدبر بالارادہ ہے لیکن خدا تعالےٰ آج جس جانب وجود کو چلا رہا ہے کل اسی کو جانب عدم کو چلا دیتا ہے۔ لہذا ماننا پڑا کہ وہ سورج آگ یا بجلی کی طرح نہیں۔ بلکہ وہ ایک مدبر بالارادہ ہستی ہے جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔

آگ اور بجلی درحقیقت ایک ہی چیز ہے اور سورج کو انکا منبع فرض کر لو اور اس طرح مشینوں کو ایک طاقت مان کر اس سوال کو یوں حل کر لو۔ کہ یہ سب ایشور کے قانون مقررہ کے مطابق کام کرتی ہے اور ممکن نہیں کہ اپنے مقررہ دائرہ سے ذرا بھی ادھر ادھر ہو سکے۔ ایک ناواقف تو سمجھتا ہے کہ یہ موثر بالذات ہے لیکن ایک مواحد جانتا ہے کہ یہ ایشور کے حکم کے ماتحت کام کرتی ہے۔ شبھی ہی تو کبھی یہ جلانے سے بھی رک جاتی ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آگ سرد ہو گئی اور بقول آریہ مسافر لیکھرام

حضرت رام چندر مہاراج کی رانی سیتا کو لوہے کے جلتے ہوئے ستون پر چلکر اپنی پاکدامنی کا ثبوت دینا پڑا پر آگ ان کے ایک بال کو بھی جلا نہ سکی۔

ایک نتیجہ کہ سکتا ہے کہ بجلی خود بخود کہیں روشنی دیتی ہے کہیں حرکت کرتی ہے مگر عقلمند انجنیر جانتا ہے کہ یہ صرف بجلی کو کام میں لانے والے کے ارادے کا ظہور ہے جہاں اس نے چاہا کہ روشنی ہو وہاں لیمپ لگایا اور جہاں چاہا کہ وہ گاڑی کو چلائے وہاں بجائے تیز کے پہیے لگا دیئے۔ پھر اس پر ڈرائیور مقرر کیا تاکہ اسے آگے اور پیچھے لگا کر اور جب چاہے روشنی کو بند کرے اور جب چاہیئے کھولدے۔ علی ہذا القیاس خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے۔

خدا میں ارادہ

بالآخر میں اس مضمون کو ایک قطعی ثبوت پر ختم کرتا ہوں ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ میں ایسی اچھیا تو نہیں جیسی ہماری تمہاری اچھیا ہے یا اس میں ایکشن ہے اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ ایکشن کیا چیز ہے سو اس کے لئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں ستیارتھ پرکاش میں ہی ایکشن کے معنے علم۔ غور اور ارادہ لکھے ہیں۔ پھر آریہ مہاشوں نے ستیارتھ پرکاش کی ایک کوشش (لغات) شائع کی ہے جو بھاشا میں ہے اس میں بھی ایکشن کے معنے علم غور اور ارادہ ہی کے لکھے ہیں۔ پس خود بانی سماج کے اقرار سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ صاحب ارادہ ہستی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔ اور خدا کے صاحب ارادہ ہونے کے ساتھ ہی تمام اس گورکھ دھندا کو جسے وہ پرواہ سے انادی کہتے ہیں باطل ہو گیا۔ فالحمد للہ الذی یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید۔

خاص خوشی منائی گئی کے کارخانہ چاند مارک بیڑی ہندا فسی بادگیر دکن کے مالک شیخ حسن صاحب احمدی نے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح عظیم کی خوشی میں کارخانہ کے تمام کاروبار بند رکھے نیز بعد نماز ظہر باجماعت دو رکعت شکریہ کے ادا کئے اور بروز جمعہ کارخانہ کے غریب مزدوروں کو جنکی تعداد دو سو سے زیادہ ہے معہ باشندگان شہر اور

خطبہ جمعہ

جماعت میں فتنہ ڈلوانا لعنت ہے

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی)

مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۱۸ء

KHILAFAT LIBRARY

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ آمین

سورۂ فاتحہ میں کیا کیا تعلیم ہے

سورۂ فاتحہ جہاں ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات اور اسکی طاقتوں اور قدرتوں پر مطلع کرتی ہے اور جہاں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ بتاتی ہے وہاں اسمیں لشکر کام کرنے کے اصول بھی بیان کئے گئے ہیں۔ درحقیقت دنیا میں بہت باتیں ایسی ہوتی ہیں جو معمولی ہوتی ہیں لیکن ان کے نتائج بڑے ہوتے ہیں۔ زمین کی کشش ثقل کا مسئلہ جب معلوم ہوا کون جانتا تھا کہ سائنس کی ترقی میں کس قدر ممد و معاون ہوگا اور کس قدر اس علم میں ترقی ہوگی اسی طرح اور بہت سے مسائل ہیں کہ ابتدا میں لوگ جانتے بھی نہ تھے کہ ان سے کیا کیا نتائج پیدا ہوں گے لوگ ان کو مفید سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کے اثرات نہایت اہم ثابت ہوئے۔

چھوٹے امور کے بڑے نتائج

پس بہت امور اس قسم کے ہوتے ہیں اور بظاہر نہایت چھوٹے معلوم ہوتے ہیں لیکن مومن کو چاہیئے کہ وہ تمام نتائج پر غور کرے بعض دفعہ ایک چیز معمولی نظر آیا کرتی ہے۔ لیکن وہ آخر میں ہلاکت یا ترقی کا باعث ہو جاتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے پیش نظر کون خیال کرتا تھا کہ اس قدر عزت پائیگا۔ لیکن وہ اسوقت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی معمولی دوستی کا تعلق سمجھا گیا تھا۔ ابوبکرؓ کو رشتہ میں ایک شخص نے کہا کہ تیرے دوست محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا ہے۔ آپؓ نے جواب دیا۔ کہ اگر اس نے دعویٰ کیا ہے۔ تو وہ یقیناً سچا ہے۔ درحقیقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے آپؓ کی آئندہ اٹھان کی بنیاد رکھدی تھی آپکو علاوہ ان روحانی فوائد کے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانیسے حاصل ہوئے۔ ادنیٰ فوائد بھی وہ حاصل ہوئے کہ آپ کو عظیم الشان حکومت ملی۔ فوائد کو دیکھو تو کسقدر عظیم تھے لیکن ابتدا میں ان فوائد کو کوئی شخص خیال میں بھی نہیں لاسکتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اسکو نہیں سمجھ سکتے تھے محض وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا صدق تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ کو آپ کے ماننے پر مجبور کر دیا تھا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے مدینہ ہجرت کو جانا اس کے متعلق کوئی کب خیال کر سکتا تھا۔ کہ ان دو شخصوں کا جو بے سروسامانی کی حالت میں بھاگے ہیں۔ یہ بھاگنا ایسے عظیم الشان نتائج پیدا کریگا۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ

صلح حدیبیہ کا واقعہ ایسا واقعہ ہے کہ اس سے حضرت عمرؓ جیسے شخص کو ابتلا آگیا۔ آپ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس گئے۔ اور کہا کیا ہم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں تھا کہ ہم کامیاب ہونگے۔ لیکن کیا اس سے بھی بڑھکر ذلت ہوگی جواب ہمیں اس صلح سے ملی۔ عمرہ سے ہم روکے گئے۔ اور پھر ہم میں سے جو شخص کفار کے پاس چلا جائے وہ اسے نہیں واپس نہ دینگے اور کفار میں سے جو مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئے ہم اسے نہیں رکھ سکیں گے۔ پھر وہ کونسا کامیابی کا وعدہ ہے جو ہم سے کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا خدا نے ایک وعدہ کیا تھا کہ اس سال ہی عمرہ ہوگا اور جو شخص ہم میں سے جائیگا۔ وہ تو مرتد ہوگا۔ اسے لیکر ہم کیا لینگے اور جو مسلمان ہو جائیگا وہ وہاں رہیگا تو اسلام ہی پھیلائیگا۔ حضرت عمرؓ کی اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی جواب دیا۔ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ اور فرمایا کہ یہ تو ہمارا اجتہاد تھا کہ ہم اس دفعہ عمرہ کرینگے اور یہ شرط کہ ہم میں سے جو کفار کی طرف چلا جائے وہ ہمیں واپس نہیں دینگے ہمارے لئے مضر نہیں کیونکہ جو مرتد ہو کر چلا جائیگا وہ ہمارے کسی کام کا نہیں اور جو انمیں سے مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئیگا اور ہم اسے اپنے پاس نہیں رکھ سکینگے انہیں واپس دینا پڑیگا یہ بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ وہ ان کے گھر میں رہ کر ہمارا ایک سلیغ ہوگا۔ اس جواب سے حضرت عمرؓ کی کچھ تسلی ہوئی۔ مگر اس صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسلمانوں کا ہزارہا روپیہ اثر پڑا اور بغیر جنگ کے مسلمانوں کو کامل فتح حاصل ہوئی۔

پس میں نے پہلے بھی نصیحت کی ہے۔ اور پھر نصیحت کرتا ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ بہت سی باتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ مگر ان کے نتائج بہت بڑے ہوتے ہیں۔

گذشتہ واقعات سے سبق حاصل کرو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں قرآن کریم بتاتا ہے کہ منافقین آپس میں دین کی باتوں پر ہنسا کرتے تھے۔ لیکن جب ان سے باز پرس ہوتی تھی تو وہ کہدیا کرتے تھے کہ یہ تو معمولی بات ہے دیکھو ان کا انجام کیا ہوا ان کا نام و نشان تک صفحۂ دنیا سے مٹ گیا۔ اور جنہوں نے زبانوں کو قابو میں رکھا لغو باتوں اور بری مجلسوں سے پرہیز کیا اور جن کو وہ منافقین ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے انسان سمجھتے تھے معزز اور سربرآوردہ گروہ کا عبداللہ بن ابی ابن سلول جس نے ایک موقعہ پر کہدیا تھا کہ جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل (۸:۶۳) (منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ جائیں مدینہ کی طرف ہیں ضرور نکالدینگے زیادہ عزت والے بڑے ذلیل کو جب رسول کریمؐ کی مجلس میں یہ ذکر آیا اور کہدیا وہ تو مسخری سے نکل گیا لیکن اسی کے بیٹے کو پتہ لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف ہیں وہ آیا عرض کیا۔ کہ اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنیکا حکم دیں تو مجھی کو دیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل تو نہ کرایا لیکن وہ اسی وقت قتل ہو گیا بیٹے نے کہدیا کہ مجھکو ارشاد کیجیے کہ میں اسکو قتل کر ڈالوں۔

اعتراض کرنا اچھی بات نہیں

بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اعتراض کرنا اچھی بات نہیں لیکن بعض لوگ ہیں کہ ان کو اعتراض کے سوا سوجھتا ہی کچھ نہیں میرے نزدیک وہ منافق ہیں جس سے جماعت میں فتنہ پڑتا ہے لیکن مباحثہ میں یہ گھر بیٹھے ہی مجلسوں میں کہتے ہیں کہ وہاں شکست ہوئی حالانکہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں کفی بالمرء کذبا ان یحدث کل ما سمع کہ کسی شخص کا جھوٹا ثابت ہونیکے لئے یہ کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسکو فوراً بیان کر دے جو کوئی بھی مباحثہ ہو اپنی مجلس میں اسی طرح کہتے ہیں کہ شکست ہوئی اور اسکی دو وجہیں ہوتی ہیں یا تو اس شخص سے لڑائی ہوتی ہے یا اپنے اندر تکبر کا مادہ ہوتا ہے کہ دوسرے کو ذلیل ثابت کرے اپنی عزت اور برتری ثابت کی جائے اس طرح بہادری ثابت نہیں ہوتی کہ کوئی نیم مردہ مردوں میں بیٹھکر کہدے کہ میں بہت بڑا بہادر ہوں اور ثبوت یہ دے کہ یہ بے جس و حرکت پڑے ہیں اور میں حرکت کرتا ہوں بلکہ بہادری بہادروں کے مجمع میں ثابت ہوا کرتی ہے۔ عزت یوں ثابت ہوتی ہے کہ کسی کو تبحر علمی حاصل ہو اسکے علوم میں تبحر کی ہی سند ہوگی کہ یہ فتویٰ دیسکے۔ کام کرنیوالوں کے کام کا یہ ثبوت ہوگا کہ یہ زیادہ کام تھوڑے وقت میں دوسرے کے مقابلہ میں کرکے دکھائیں دشمن کو اگر دلیل ثابت کرنا ہو تو یہ طریق نہیں کہ اسپر اعتراض کر دیا جائے اور خود بھی کچھ نہ کرکے دکھایا جائے حالانکہ معترض وہ ہیں جو خود کچھ نہیں کر سکیں گے۔

سورۂ فاتحہ تم کو کیا کہتی ہے

اس سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الحمد للہ رب العلمین سب تعریفیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں انسان تو کوئی ایسا نہیں جسمیں کوئی نقص نہ ہو وہ کوئی انسان لائیں جسمیں سب خوبیاں ہی خوبیاں ہوں پس جو کام میں روک ڈالتے ہیں وہ منافق ہیں بازار میں بیٹھ جاتے ہیں کوئی کسی پر اعتراض کرتا ہے کوئی کسی پر اس اعتراض بازی سے کیا فائدہ ہوگا کچھ بھی نتیجہ حاصل نہیں ہوگا۔ مگر وہ کہو کہ ہم تو نیک نیتی سے کہتے ہیں تو خدا ایسے دوستوں سے بچائے ان سے تو دشمن اچھا کہ اس کے حملہ سے انسان حفاظت کا سامان کر لیتا ہے کیونکہ وہ جو حملہ کریگا تو سامنے ہو کر کریگا مگر اس کے حملہ کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ جب کوئی بھائی یا دوست بھی حملہ کرتا ہے تو وہ اسکے حملہ کو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ وہ نہایت خوشنمائی کے طریق سے حملہ کرتا ہے مثلاً کسی شخص کا باپ کوئی بات کہے تو بیٹا طبعاً باپ کی بات کیطرف متوجہ ہوگا اور خیال کریگا کہ میرا باپ جو بات کہتا ہے درست ہی کہتا ہوگا۔

ایسی دوستی سے بچو۔

بجا اس میں اعتراض ہوتے ہیں اور ان لوگوں پر حیرت ہے جو اعتراض خاموشی کے سن لیتے ہیں کیا کسی کی دوستی اس وقت مفید ہو سکتی ہے جبکہ دین کا نقصان ہوتا ہو۔ زید و بکر شرارت کرتے ہیں اور دین کے خلاف کوشش کرتے ہیں اور یہ بیٹھے سنتے رہتے ہیں ایسی دوستی پر لعنت ہے کیا انہوں نے احمدیت کو ان لوگوں کی خاطر قبول کیا ہے اگر ان کی خاطر قبول کیا ہے تو انہوں نے افسوس اور دین پر افسوس اور اگر انکی خاطر نہیں بلکہ خدا کی خاطر تو کیا وجہ ہے کہ یہ ایسی پر از شرارت باتیں سنتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے یہ تو ایسی باتوں پر ہنس دیتے ہیں اسی سے بہت مملکتیں برباد ہو گئی اور جو اعتراض جو کام کرنیوالے ہوتے ہیں ان میں نقص بھی ہوتے ہیں جو شخص زید و بکر کے سامنے انکی شکایت کرتا ہے وہ اس سے کیا نتیجہ حاصل کرتا ہے کیا وہ اس کا کچھ انسداد کر سکتے ہیں وہ انکو کوئی سزا دے سکتے ہیں کچھ بھی نہیں حالانکہ انکو چاہیئے کہ اگر کام کرنیوالا نہیں کچھ غلطیاں ہیں تو ان لوگوں سے کہیں جو اسکا قرار واقعی علاج کر سکتے ہیں اور جو لوگ ان اعتراضوں کو خاموشی سے سنتے ہیں اور کچھ نوٹس نہیں لیتے انکی حالت بھی افسوسناک ہے جن لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے انہوں نے بہت بڑی قربانی کی ہے پس اس قربانی کے بعد زید و بکر کی فتنہ پرداز باتوں میں آکر اور انپر کچھ اظہار ناراضگی نہ کر کے وہ اپنی اس قربانی کو ضائع کرتے ہیں

اپنی قربانی کو ضائع نہ کرو

اور ایک لعنت کا طوق ہے جو گلے میں ڈالتے ہیں کیونکہ ان کے اس طریق عمل سے فساد اور فتنہ پھیلیگا پس وہ لوگ جو اعتراض کے عادی ہیں اگر ان کو کوئی کام سپرد کر دیا جائے تو وہ اتنا بھی نہیں کر سکتے جتنا کہ وہ لوگ کرتے ہیں جنپر یہ اعتراض کرتے ہیں پس اعتراض کی عادت ترک کرو۔ یہ پسندیدہ بات نہیں اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو اس کے افسر کے پاس شکایت کرو اگر افسر توجہ نہ کرے تو انجمن کے پاس جاؤ اگر انجمن بھی توجہ نہ کرے تو خلیفہ کو کہو اگر خلیفہ بھی تمہارے خیال میں توجہ نہیں کریگا تو خدا کے حضور رو گڑگڑا کر دعائیں کرو فتنہ ڈالنے کے کیا معنی؟ گورنمنٹ پر اعتراض جو لوگ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے نظر بندوں کو بلاوجہ قید کر رکھا ہے آخر گورنمنٹ نے ایک کمیٹی تحقیقات مقرر کی اور یہ دانائی کی کہ اسی کمیٹی کا ایک ممبر ایک ہندوستانی بنایا اس کمیٹی نے تحقیقات کی۔ چھ سو آٹھ آدمیوں میں سے صرف چھ آدمی اسکے نزدیک ایسے نکلے جن کے متعلق زیادہ احتیاط نہیں کی گئی۔

سورۂ فاتحہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ الحمد للہ رب العلمین کہ سب تعریفوں والی ذات اور بالکل بے نقص اور بے عیب ذات صرف اللہ ہی کی ہے اس کے سوا کوئی نہیں حضرت مسیح موعودؑ کے وقت ایک نانبائی کی آپ کے پاس بار بار شکایت کی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ کوئی ایسا آدمی لے آؤ جو اس سے اچھا ہو اور یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر یہ ایسا ہی متقی ہے خدا اسے دنیا ہی میں ایسا سخت کام سپرد نہ کرتا بار بار اسکو آگ میں جانا پڑتا ہے۔

جو شخص کسی پر اعتراض کرتا ہے۔ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ اس اعتراض کو ثابت کر کے دکھائے۔ میرے پاس ایک شکایت آئی۔ کہ لوگ کہتے ہیں فلاں شخص پہلے تو کچھ نہیں خریدتا تھا۔ مگر اب سینکڑے روپوں کا سودا خریدتا ہے۔ میں نے اس کی تحقیقات کرائی۔ تو معلوم ہوا کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو یہ کہتا ہو یا اور جن کو گواہ بنایا گیا تھا۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ اور دکاندار نے کہا۔ پہلے تو یہ قرض لیا کرتا تھا۔ اور بہت سودا خریدتا تھا مگر اب دو تین روپے کا سودا لیتا ہے۔ اور نقد لیتا ہے۔ معترض نے تو سینکڑوں بتائے تھے مگر معلوم ہوا کہ دو تین روپے کا لیتا ہے۔

اعتراض کرنا نہایت خطرناک بات ہے۔ اپنی اصلاح کرو اگر تمہاری وجہ سے فتنے پڑیں گے۔ تو تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ تم خدا کی لعنت خریدو گے۔ یہ خدا کی جماعت ہے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوگا حضرت مسیح کہتے ہیں۔ افسوس اس پر جس سے فتنہ پڑے۔ یہ ایک لعنت ہے مسلمانوں کی جماعت میں فتنہ پڑا۔ خدا نے اس کا علاج حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ کیا۔ اب اگر فتنہ پڑیگا۔ تو خدا کسی اور کو اصلاح کیلئے بھیج دے گا۔ مگر تم فتنہ کے باعث فتنہ ہوگا۔ اس کو خدا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دے گا۔ احمدیت کامیاب ہوگی۔ کیونکہ خدا کا یہ بھی وعدہ ہے۔ لیکن وہ شخص گھاٹے میں رہیگا۔ جس سے فتنہ پڑے گا۔ احمدیت ہرگز نہیں مٹیگی۔ مگر ان کے لئے لعنت ہوگی جنہوں نے اپنی مجلسوں میں فتنہ ڈالنے والی باتیں کیں۔ لعنت کوئی اچھی چیز نہیں۔ پس خدا کی لعنت سے ڈرو۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اور فتنہ سے بچو۔ خدا تمہیں فتنہ سے بچنے کی توفیق دے آمین

KHILAFAT LIBRARY

سلمہ اللہ تعالیٰ پر نکتہ چینی

۳ دسمبر کے اخبار کی کاپیاں مطبع میں دیکر میں گجرانوالہ چلا گیا میرا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ چار روز مجھے وہاں لگیں گے مگر پورے آٹھ روز کے بعد واپس آیا میں بطور امتیاز جناب ماسٹر احمد حسین صاحب کو پروف دیکھنے کے لیے کہہ گیا۔ کاتب کی روشنی طبع کی وجہ سے ایک جگہ "عشق کے دو رخ ہیں" کی جگہ "عشق دوزخ ہیں" لکھا گیا جب یہ فقرہ مکرم ماسٹر صاحب کے سامنے آیا تو آپ قلم رکھکر بیٹھ گئے کہ جبتک اصل میرے سامنے نہ ہو میں پروف نہیں دیکھ سکتا۔ میں گجرانوالہ میں اصل کہاں سے آئے۔ ادھر مطبع والے الگ چیخ رہے ہیں کہ پروف نہیں ملتا دوسری طرف ماسٹر صاحب اصل ہونے کے لیے واویلا کر رہے ہیں۔ "چھپر کا نقصان" کی ضرب المثل اس سے بڑھکر کہیں نہیں ملیگی

میری خوش قسمتی سے

استادی المکرم مولوی شیر علی صاحب کو یہ معلوم ہوا۔ اور انہوں نے مطبع والوں سے کہا لاؤ میں پروف دیکھ دیتا ہوں معلم مولوی صاحب نے ایک منٹ کے تدبر سے بے چارے **عشق** کو دوزخ سے **نکال کر باہر رکھ دیا** یہ مشکل تو یوں حل ہو گئی۔

باقی اول صفحہ پر حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر درج کرتے ہوئے کہیں آپ کے اسم مبارک ساتھ **سلمہ اللہ تعالیٰ کا فقرہ لکھا گیا نصف درجن کے قریب** دوست تو میرے پاس پہنچے غضب ہو گیا کہ وفات یافتہ کے ساتھ سلمہ اللہ تعالیٰ کا فقرہ لکھدیا مگر جب میں انکی باتیں سنکر مسکرا دیتا تھا تو وہ اور بھی متحیر ہوتے تھے۔ دوستو کو

یاد رکھنا چاہیئے

کہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک مشہور فقرہ ہے تمسلمانوں کا بچہ بچہ واقف۔ سلمہ اور سلم کا ماخذ سلام سلمہ ماضی سلم باب تفعیل کی ماضی سلمہ اور سلم کا مصدر ایک۔ اور فاعل ایک بتلائیے کون سا غضب ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ کہہ سکتے ہو رواج نہیں بہت اچھا، آپ رواج کے قائل اور ہم حقیقت کے پھر جو چبھی ہوئی نہ ہم آپ کے رواج میں دخل دیتے ہیں اور نہ آپ حقیقت پر حملہ آور ہوں ✦

میگزین پریس قادیان کا اہتمام شیخ محمد نصیر نے طبع کرا کر شائع کیا شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا